مہر جہاں تاب کی روشن کرنیں

سید ریاض حسین شاہ

مہر جہاں تاب کی روشن کرنیں

سید ریاض حسین شاہ

مہر جہاں تاب کی روشن کرنیں

خطبات

(1)

سید ریاض حسین شاہ

ادارہ تعلیمات اسلامیہ خیابان سرسید سیکٹر تھری، راولپنڈی پاکستان
0322-4301986
042-35803858

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عَنْ عبداللہِ بْنِ الْحارِثِ بْنِ جزْءٍ رضی اللہ عنہ قَالَ مارأیتُ أحدًا أکْثَرَ

تَبَسُّمًا مِنْ رَسُولِ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(ابواب المناقب جامع ترمذی)

"عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کوئی مسکرانے والا نہیں دیکھا"۔

مسکرانا، خوش رہنا اور خوشیاں بانٹنا ایک طاقت ہے۔ روحانی اعتبار سے انقباض کی کیفیت جان لیوا ثابت ہو سکتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مشکلات کا مقابلہ خوش رہنے سے کیا جا سکتا ہے۔ تبسم ادا بھی ہے اور حسن بھی ہے۔ چہرے پر تبسم سجائے رکھنا حسن اخلاق کی تابندہ علامت ہے۔ نفسیاتی اعتبار سے لبوں سے مسکراہٹ بکھیرنے والا شخص فاتح عالم بن سکتا ہے۔ صدموں اور اضطرابات کا پہلا حملہ چہرے کی شگفتگی چھین لیتا ہے اور وہ شخص جو چہرے کی تراوت اور تازگی کھو بیٹھے وہ تاریک جہاں میں سکونت گزیں ہو جاتا ہے۔ ایسے چہرے جن کی تلاوت کی جاتی ہے وہ مسکرانے والے چہرے ہی ہوتے ہیں۔

خوش رہنے والا دوسروں کو خوش رکھ سکتا ہے۔ وہ لوگ بڑے بد قسمت ہوتے ہیں جو ہمیشہ ترش رو بن کر زندگی بسر کرتے ہیں، ایسے کہ اگر وہ مسکرا دیے تو عمر کم ہو جائے گی۔ طلق بن حبیب کا معروف ارشاد ہے کہ "غصہ زنا سے زیادہ نقصان کرنے والی چیز ہے"، شاید اس لیے کہ بدکاری

باطن اجاڑتی ہے اور غصہ ظاہر کو ویران کر دیتا ہے۔ وہ شخص جو ہمہ دم محبوب حقیقی کو یاد کرنے والا ہو اس کا باطن منور رہتا ہے اور باطن کی روشنیاں چہروں کا نور اور لبوں کی مسکراہٹ بن کر عیاں ہوتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

''تمہارا اپنے بھائی کے سامنے مسکرانا تمہارے لیے صدقہ ہے''۔ (ترمذی)

جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

''میں نے جب سے اسلام قبول کیا ہے حضور ﷺ نے مجھے اپنے پاس آنے سے روکا نہیں ہے اور میں نے جب بھی حضور ﷺ کو دیکھا چہرے پر تبسم دیکھا اور ایک دفعہ میں نے عرض کی کہ میں گھوڑے پر اچھی طرح بیٹھ نہیں سکتا تو آپ نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر مارا اور فرمایا: اے اللہ اسے مضبوط فرما دے اور اس کو ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ بنا دے''۔ (بخاری)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

بینما انا اسیر مع رسول اللہ ﷺ فی سفرٍ قد خفقت براسی من الھم اذا اتانی رسول اللہ ﷺ فحرک اذنی وضحک فی وجھی فما کان یسرنی ان لی بھا الخلد فی الدنیا (جامع ترمذی)

''میں رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ایک سفر کے دوران چل رہا تھا۔ اضطراب اور پریشانی کے سبب میں نے سر جھکا دیا، دیکھتا کیا ہوں کہ حضور ﷺ میرے پاس تشریف لے آئے، میرے کان کو ہلایا اور میرے سامنے ہو کر مسکرائے، مجھے یہ بات اچھی نہ لگتی کہ اس مسکراہٹ کے بدلے مجھے دنیا میں ہمیشہ رہنا مل جائے''۔

اس میں کوئی شک نہیں نفرتوں کے جہنم اور بد اخلاقیوں کی آگ میٹھے لفظوں اور روحی تبسمات سے ٹھنڈی کی جا سکتی ہے۔ خلیق اور طلیق شخص کا اسلحہ خوش رہنا اور خوش رکھنا ہوتا ہے، ہلکی مسکراہٹوں سے عصبیتوں کے صحرا عبور کیے جا سکتے ہیں۔ مشکلوں میں ہنسنے اور مسکرانے والا شخص

ایسے ہوتا ہے جیسے کہ صحرا میں میٹھا پھل دینے والا درخت ہوتا ہے۔

ایک دن رحمۃ للعلمین ﷺ کسی کام سے جا رہے ہیں، انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو ہم رکابی کا شرف حاصل ہے۔ حضور ﷺ موٹے کناروں والی نجرانی چادر زیب تن فرمائے ہوئے ہیں۔ ایک اعرابی پیچھے سے دوڑتا آیا اور نبی کریم ﷺ کی چادر کو پکڑ کر زور سے کھینچا، انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس بدو نے چادر اتنے زور سے کھینچی کہ گردن مبارک پر رگڑ سے نشان پڑ گئے۔

کام کوئی بڑا کام نہیں تھا صرف یہ کہا محمد ﷺ تمہارے پاس جو اللہ کا مال ہے اس میں سے مجھے بھی دو۔

رسول کریم ﷺ نے مڑ کر اسے دیکھا اور مسکرا دیے

مڑ کر اسے دیکھا اور مسکرا دیے

مڑ کر اسے دیکھا اور مسکرا دیے

حکم دیا کہ اسے نوازا جائے۔

یہ فیصلہ اشجع الناس، اکرم الناس اور احسن الناس کا فیصلہ تھا۔ بلا شبہ آپ ﷺ مضبوط اعصاب کے مالک عظیم رہبر تھے۔

مشکل وقت میں مسکرانا رحمۃ للعلمین ﷺ کے آفتاب سے بہنے والی روشن کرنوں کی باران رحمت ہوتی ہے۔ ایک ایسا دل جو بخل، بغض، حسد، غیبت، کذب، بہتان تراشی اور نفرت سے بھرا ہو، یہ مقدر نہیں رکھتا کہ اسے تابندہ روئی، شگفتہ روئی اور خنداں روئی کی دولت میسر آئے۔ یہ ثمرات اور دولتیں اس دل کا مقدر ہوتی ہیں جس میں محبت اور رحمت بھری ہوتی ہے۔ حسن اخلاق اصل میں محبت اور رحمت ہی کا فیضان ہوتا ہے۔

حضور ﷺ کی شگفتہ روئی بعض اوقات شگفتہ مزاجی سے بدل جاتی اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے ان مواقع کا لطف صحیفوں کا حسن بن جاتا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ہم سے اتنا میل جول رکھتے کہ آپ نے

میرے چھوٹے بھائی سے فرمایا:

یااباعمیر مافعل النغیر

''اے ابو عمیر! تیرے بلبل کو کیا ہوا؟''۔

ابو عمیر کے پاس بلبل کا ایک بچہ تھا جو مر گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے از راہ خوش طبعی دریافت فرمایا۔

(جامع ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کو خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے:

یاذاالاذنین

''اے دو کانوں والے!''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ہم سے خوش طبعی فرماتے ہیں؟

آپ نے فرمایا: ''میں حق ہی تو کہتا ہوں''۔ (جامع ترمذی)

ہنسا مسکرانا تکلف سے بھی ہو تو فائدہ دیتا ہے۔

علی بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ کے پاس ایک سواری لائی گئی تاکہ آپ اس پر سوار ہوں آپ نے رکاب میں پاؤں رکھتے وقت فرمایا:

''**بسم اللہ**''

اللہ کے نام سے

جب پیٹھ پر برابر ہو گئے تو فرمایا:

الحمدللہ

''اللہ کا شکر ہے''

پھر فرمایا:

01

سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَ اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ

''بڑی قوت والی ہے وہ ذات جس نے ہمارے لیے یہ سواری مسخر کر دی حالانکہ ہم اس کی طاقت نہیں رکھتے تھے اور بے شک ہم اپنے رب کی طرف پلٹ کر جانے والے ہیں''۔

پھر آپ نے تین مرتبہ پڑھا:

''الحمد للہ، الحمد للہ، الحمد للہ''

اس کے بعد تین بار ہی کہا:

''اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر''

اس کے بعد فرمایا:

سبحانک انی ظلمت نفسی فاغفر لی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت

''پاک ہے تُو میں نے اپنے نفس پر زیادتی کی سو مجھے بخش دے بلا شبہ گناہوں کو تُو ہی معاف فرمانے والا ہے''۔

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ ہنسے اور مسکرائے۔

ربیعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کی:

امیر المؤمنین!

آپ کس وجہ سے ہنسے ہیں؟

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا انہوں نے ایسا ہی کیا تھا۔

میں نے سرکار ابد قرار سے پوچھا تھا

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ہنسے کیوں ہیں؟

آپ نے فرمایا تھا:

''تیرا ربّ بندے سے خوش ہوتا ہے جب وہ کہتا ہے اے میرے ربّ! میرے گناہ بخش دے''۔

سیرت کا نکتہ یہ ہے کہ مسکرانا تکلف سے بھی ہو لیکن ہو سنت کے مطابق تو وہ فائدہ دیتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ماحول کو کبھی تناؤ کا شکار نہ ہونے دیا۔ آپ کی سنت ہے کہ ذہنی اور طبعی دباؤ کا شکار لوگوں کی مدد کی جائے، انہیں ہلکا پھلکا رکھنے کی کوشش کی جائے۔ ماحول پُر لطف اور لطیف بنانے کے لیے حضور ﷺ لوگوں میں گھل مل جاتے۔ اپنی خندہ روئی سے لوگوں کے دباؤ دور کرتے۔ بلاشبہ حضور ﷺ کی مسکراہٹ لوگوں کے لیے روگوں کا علاج بن جاتی۔

علی کو ابوتراب کہنا

عبدالرحمن کو ابوہریرہ کہنا

وہ شخص جو ماحول کو زعفران زار بنادیتا

اسے ''ذوالیدین'' دو ہاتھوں والا فرمادینا

لطیف کلمات، قلب کشا خطابات، طبیعت ساز مسکراہٹ اور روحوں کے لیے توسع آفریں خوش طبعی یقینا حضور ﷺ کی سنت ہے، لیکن سنت نبھانے کے مواقع کا انتخاب حکمت اور دانش مندی ہوتی ہے۔ ماحول سازگار ہو تو مسکراہٹیں بکھیریں اور غم اور صدمہ کا وقت ہو تو خوبصورت کلمات کے انتخاب سے دلوں کو سکون بخشیں، ایمان تو بس فراست کا نام ہے۔

تعریف اللہ کے لیے

اور درود آپ ﷺ پر

اور آل واصحاب پر